باب نمبر 4

محاسبۂ نفس اور اس کا طریق کار

افادات

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

اویسی بک سٹال
جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَمَّ نَوَالُہٗ وَاَعْظَمَ شَانُہٗ وَاَتَمَّ بُرْہَانُہٗ کی حمد وثناء اور حضور پُرنور، شافع یوم النشور، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں، سیّدِ سروراں، حامیٔ بے کساں، امام المرسلین، خاتم النبیین، احمدِ مجتبیٰ جنابِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود عرض کرنے کے بعد

ربِ ذوالجلال کی توفیق اور فضل سے ماہِ رمضان المبارک کی ایک سہانی صبح میں ادارہ صراط مستقیم کی طرف سے فہمِ دین کورس کے چوتھے درس میں ہمیں شرکت کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

میری دُعا ہے رب ذوالجلال ہماری آمد کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے ہمارا آج کا موضوع بھی بڑا اہم موضوع ہے۔

''محاسبۂ نفس اور اُس کا طریقِ کار''

میری دُعا ہے کہ خالقِ کائنات جَلّ جَلَالُہٗ ہمیں اس نُورانی موسم میں محاسبۂ نفس کی دعوت سمجھ کر عملاً اس محاسبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اس عمل کا ہمیں ربِ ذوالجلال اَجر وثواب عطا فرمائے۔

خالقِ کائنات جَلّ جَلَالُہٗ نے انسان کو پیدا فرما کے اس کو جان دے کر صحت دے کر اور مختلف قسم کی سہولتیں دے کر خالقِ کائنات جَلّ جَلَالُہٗ نے اس کو اس دُنیا کی زندگی میں آخرت کی تیاری کا حکم دیا۔

چونکہ مادہ پرستی کی گرد وغبار سے اور نفسانی خواہشوں اور لذّات کی وجہ سے انسان کو اپنی زندگی کا حقیقی مقصد بھول جاتا ہے۔ اس کو ساتھ ساتھ محاسبہ کی دعوت دی گئی

خالقِ کائنات جَلّ جَلَالُہٗ نے قرآنِ مجید برہانِ رشید میں بڑے محبت بھرے انداز میں متوجہ کیا:

سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۱۸ میں خالقِ کائنات کا فرمان ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ۔ اے ایمان والو

اِتَّقُوْا اللّٰہَ ۔ اللہ سے ڈرو

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ بِمَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

اور ہر جان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اُس نے کل کیلئے آگے کیا بھیج رکھا ہے۔

وَاتَّقُوا اللّٰہَ ۔ اور اللہ سے ڈرو

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (پارہ۲۸،سورہ الحشر،آیت۱۸)

بے شک رب ذوالجلال تمہارے اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔

پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ڈرنے کا حکم دیا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا O Belivers!

اِتَّقُوا اللّٰہَ Fear Allah

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ بِمَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ

and let every soul should see that what it sent

for the tomorrow.

مَا قَدَّمَتْ . جو اس نے بھیجا لِغَدٍ کل کیلئے

قرآن مجید کی اس آیت سے پتہ چل رہا ہے کہ دنیا اور آخرت دو ہی چیزیں ہیں۔ دنیا کو آج سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور آخرت کو کل سے تعبیر کیا جا رہا ہے گویا کہ دو دن پوری زندگی کا خلاصہ ہے۔

خالقِ کائنات جل جلالہٗ نے محاسبۂ نفس کا پیغام دیا

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ

ہر نفس کو یہ سوچنا چاہیئے کہ اُس نے کل کیلئے آگے اپنے رب کے پاس کس چیز کو مقدّم کیا ہے اور کیا بھیجا ہے۔

خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ نے اس بات سے بھی لوگوں کو متنبہ کر دیا کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں اُس کو جاننے والا ہوں۔ خالقِ کائنات نے آیۂ مبارکہ میں دو بار ڈرنے کا حکم دیا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ اس میں بھی ڈرنے کا حکم ہے۔

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اس میں ڈرنے کا حکم ہے۔

تو اس میں دوبار ڈرنے کا حکم دے کر محاسبہ کے مضمون کو خالق کائنات جل جلالہٗ نے موکد بنا کر پیش کر دیا یا یوں بھی ہوسکتا ہے کہ ایک اللہ کے اوامر کی ادائیگی جو اُس نے ہم پہ فرض کیا اُس کو بجالانا دوسرا ہے اس کی نواہی سے اجتناب کرنا جن باتوں سے اُس نے منع کیا اُن سے دور رہنا تو دونوں میں ہی ڈرنے کی ضرورت ہے۔ پہلے اِتَّقُوا اللّٰهَ کا تعلق فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ہے کہ فرائض مجھ سے ڈرتے ہوئے ادا کرو اور دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں کو میں نے تم پر حرام کیا اُن سے بھی مجھ سے ڈرتے ہوئے بچتے رہو تو خالق کائنات جل جلالہٗ نے بڑے ہی جامع اور خوبصورت انداز میں پیش کر دیا ہے اور کتنا ابھی باقی ہے اور جو پیش کر دیا وہ کیا اس لائق ہے کہ تم اُس کو لے کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہوسکو۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ تم ندامت سے سر ہی نہ اُٹھا سکو جو عمل ہے وہ اتنا قبیح ہے اتنا گندہ ہے کہ اُس کو ساتھ لے کے رب کے دربار میں کھڑا ہونا ہی بڑا مشکل ہو جائے۔ اس واسطے تم اُس سے ڈرو اور آج محاسبہ کرو کہ ہم جو کچھ رب کے دربار میں لے کے کھڑے ہونگے وہ ایسا ہونا چاہیئے کہ ہم اس لائق تو ہوں کہ وہاں ہم حاضر ہوسکیں کہیں ان اعمال کی ندامت کی وجہ سے ہم اپنا سر جھکائے اپنے آپ کو قبیح صورت کے اندر سمجھیں۔ جس کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑا ہونا ہی مشکل ہو جائے۔

خالق کائنات جل جلالہٗ قرآن مجید کے دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ (پارہ ۲۸، سورہ الحاقہ، آیت ۱۸)

جس دن تم سب کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کیا جائے گا۔

کوئی جان اُس دن چھپ نہیں سکے گی کسی کو یہ غلط فہمی ہو کہ باقی سب تو پیش

ہو جائیں گے اور اُن کا نامہ اعمال سامنے ہوگا اور پوری کائنات کی آنکھیں لگی ہوئی ہونگی اُن کے دن رات کے معاملے میں دفتر کھولے جارہے ہونگے اور میں ایسے میں چھپ جاؤں گا۔

خالقِ کائنات جل جلالہٗ فرماتا ہے ہرگز ایسا نہیں ہوگا اور کوئی بھی چھپ نہیں سکے گا اور ہر ایک کے تمام معاملات کو بر سر عام رکھا جائے گا۔ اُس دن جو ندامت ہوگی اُس سے بچنے کیلئے آج محاسبہ کرتے ہوئے یوں اپنی زندگی گزارو کہ کل ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بلکہ اتنی پاکیزہ زندگی ہو محاسبہ کے عمل کے نیچے کہ اللہ کی رحمت بڑھ کے اس کو اپنے گلے لگالے۔

خالقِ کائنات اُس کو انعامات سے نوازتا ہوا میدانِ حشر میں فردوس کی طرف روانہ فرمادے۔ رب ذوالجلال کا سورۃ الغاشیہ کی آیت نمبر ۲۵ اور ۲۶ میں یہ فرمان ہے:

اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (پارہ ۳۰، سورہ الغاشیہ، آیت ۲۵، ۲۶)

ہماری طرف ہی سب نے لوٹنا ہے اور ہم نے ہی سب کا حساب کرنا ہے تو اُس حساب سے پہلے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم خود پہلے اپنا حساب کرتے رہیں۔

ایک تو ہم حساب کے عادی بن چکے ہونگے اپنی ذات کا حساب اپنی مصروفیات کا حساب اپنے معمولات کا حساب جب ہم خود کرتے ہونگے وہاں آسانی پیدا ہو جائے گی اور دوسرا روزانہ کے محاسبہ سے ہماری ایسی صورتحال بن جائے گی کہ غلطیاں بہت کم رہ جائیں گی اور نیکیاں بہت زیادہ ہونگی تو خالق کائنات جل جلالہٗ کی بارگاہ میں جب حساب ہورہا ہوگا تو رب ذوالجلال اپنے فضل سے اپنے اس بندے کو نواز رہا ہوگا۔

قرآن مجید نے محاسبہ کی اس دعوت کو اتنے خوبصورت طریقے سے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اس کی وضاحت کی اور اپنے فرامین کی

روشنی میں اس کے ہر مرحلے کو مزین کیا۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تک یہ پیغام اس انداز میں پہنچا کہ وہ لوگ جنہوں نے کبھی حشر کے حساب کے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا اور جو جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہر وقت سوئے رہتے تھے اُن کے نزدیک محاسبہ کی یہ دعوت اتنی تیز ہوگئی کہ سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشہور فرمان جس کو امام ترمذی نے اپنی کتاب جامع کبیر میں نقل کیا:

ابن ابی دنیا نے محاسبۃ النفس کتاب کے اندر اس کا ذکر کیا ہے۔ مدارج السالکین میں بھی اس کو ذکر کیا گیا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا (مدارج السالکین ۱/۱۹۹)

قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے تم خود اپنا حساب کرو' اپنا محاسبہ کرو اپنے معمولات کو دیکھو۔ اپنے اعمال کی تلاشی لو تفتیش کرو کہ تم سے جو کام ہو رہے ہیں وہ کس نوعیت کے ہیں کیا اُن میں کسی نظر ثانی کی صورت ہے کیا اُس میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہے یا وہ سارے بالکل صحیح ہیں یا اُن کاموں کی جگہ تمہاری سیرت میں کچھ اور کام ہونے چاہیئے۔

حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ . خود اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

وَزِنُوْا قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا .

قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے خود بھی اپنا وزن کیا کرو۔

اپنے اعمال کا وزن خود کیا کرو۔ قبل اس کے کہ وہ یوم الدین آجائے جس دن اعمال کی ویلیو وزن کے لحاظ سے ہوگی۔ کافر کے اعمال کا کوئی وزن نہیں نکلے گا اگرچہ وہ کتنی بڑی سماج کی خدمت کر رہا ہو اور کتنے لوگوں کے ساتھ اُس نے اچھا سلوک کیا ہو۔

قیامت کے دن اُس کا یہی عمل ہوگا کہ ایک چھٹانگ بھر بھی اُس کا وزن نہیں نکلے گا۔

لیکن یہ مومن کی شان ہے کہ اگر اُس نے کسی ایک پیاسے کو بھی ایک گھونٹ پانی کا پلایا ہوگا تو خالق کائنات جل جلالہٗ اُس کو احد پہاڑ جتنا ثواب عطا فرما دے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعوت دیا کرتے تھے۔

زِنُوْا. تم خود اپنے اعمال کا وزن کرو اور اپنے اعمال کو دیکھو کہ اُس میں خلوص کا کتنا حصہ ہے۔ اُس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا کتنا حصہ ہے اور اُس میں ریا کی کتنی ملاوٹ ہے اور اُس میں لوگوں کے لحاظ سے دکھلاوا کتنا شامل ہو چکا ہے۔ خود اپنے اعمال کا وزن کرو قبل اس کے کہ رب ذوالجلال کی طرف سے ترازو رکھا جائے اور وزن کیا جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

وَ تَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ

سب سے بڑی پیشگی کیلئے بھی تم تیاری کرو۔

اور جو سب سے بڑی نمائش ہے آج انسان ایک چھوٹے سے فنکشن میں جاتا ہے اُس سے پہلے تیاری کرتا ہے کہ میرا بدن صاف ہو میرے کپڑوں پر کوئی داغ نہ ہو۔ چھوٹی سی تقریب میں جانے کیلئے اتنا اہتمام کرتا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

وہ بزمِ حشر کہ جس میں کروڑوں انسان ہوں گے اور اُن کے سامنے تمہیں پیش کیا جائے گا اُس دن کیلئے بھی تو تیاری کرو کہ جب کسی وجہ سے سفید چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور آنکھیں نیلی ہو جائیں گی۔ اُس دن کے اُن لمحات سے بچنے کیلئے آج بندے کو محاسبہ کرنا چاہیئے اور تیاری کرنی چاہیئے تا کہ اُس عرض اکبر کے دن بھی خالق کائنات جل جلالہٗ اُس کو وہ مقام عطا فرمائے کہ جس کی وجہ سے حشر میں بھی اُس کی

تحسین ہو رہی ہو۔ لوگ دیکھیں تو چہرے کی نورانیت کو دیکھ کر اش اش کر اُٹھیں اور پوچھیں کیا یہ اللہ کے نبی کا چہرہ ہے یا اس زمانے کے غوث کا چہرہ ہے۔ یہ کون انسان ہیں کہ جن کے چہرے پر نور کی بارش ہو رہی ہے تو عرض اکبر کیلئے اپنے آپ کو تیار کرنا شریعت کی زبان میں اس کو محاسبہ نفس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

محاسبۂ نفس کا طریقِ کار:

آج ماحول میں اس کا طریق کار ہمارے لئے اَز حد ضروری ہے۔ ہم کسی رواجی اور رسمی پروگرام میں نہیں۔ ہم اس کو اپنی سیرت میں اتارنا چاہتے ہیں کہ محاسبہ کا ایک طریقہ جو قرآن وسنت کے احکام سے ماخوذ ہے اور اس کے اندر ہزاروں نصوص کی خوشبو موجود ہے۔ وہ پیغام سن کر اپنی ذات پر اُس کو لاگو کریں اور اگر کسی میں پہلے محاسبہ کا شوق نہیں ہے تو وہ آج اپنے آپ کو اس بات کی طرف لگالے کہ میں اپنا محاسبہ کروں گا، اپنا حساب لوں گا اور خود اپنی تفتیش کروں گا۔ یہ رمضان المبارک کے موسم بہار کی رحمتوں سے اُمید ہے۔ انشاء اللہ جو اس طرف متوجہ ہو گا اللہ تعالیٰ اُس کے دل کے تمام حصے صاف فرمادے گا اور اس کے آئینہ ادراک کو روشن فرمادے گا۔

محاسبۂ نفس کے لحاظ سے وسیع اسلامی لٹریچر میں جو کچھ ملتا ہے اُس کے لحاظ سے میں نے اس کے تین بڑے طریقے جو سب مل کر ایک ہی طریقہ بنتا ہے اُس کو میں نے ترتیب دیا۔

محاسبہ نفس کے تین بڑے طریقے:

پہلا طریقہ: موازنہ کا ہے

دوسرا طریقہ: مخابرۃ کا ہے

تیسرا طریقہ: مشاہدہ کا ہے

جب یہ تینوں چیزیں مل جائیں گی تو محاسبہ مکمل ہو جائے گا۔

پہلا طریقہ: ''موازنہ''

موازنہ کا مطلب کیا ہے کہ انسان تین کام کرے ان تین کاموں کے مجموعے کو موازنہ کہا جائے گا۔

(۱) ''انعامات اور عبادات میں موازنہ''

سب سے پہلے بندہ یہ موازنہ کرے کہ مجھ پر میرے رب کے انعامات کتنے ہیں اور میری طرف سے میرے رب کی بندگی کس طرح کی ہے۔ یہ کمپیریٹو سٹڈی اس بات کی کرے کہ میرا رب مجھ پہ کتنی نعمتیں برسا رہا ہے۔ ہر دن میں کیا ہر گھنٹے میں کیا ہر منٹ کا ہی حساب ہم سے نہیں ہو سکے گا۔

محاسبہ نفس کا جو سب سے پہلا سبق ہے وہ اس بات کا موازنہ ہے۔ انسان یہ موازنہ کرے کہ آج مجھ پر میرے رب کے انعامات کتنے ہوئے اور دن میں میں نے اپنے رب کی بندگی کتنی کی۔

ان دو چیزوں کو سامنے رکھے۔ خالق کائنات جل جلالہٗ کی طرف سے انعامات کو اور اپنی طرف سے بندگی کو کہ ادھر سے مجھے دیا کیا جا رہا ہے اور ادھر سے میں پیش کیا کر رہا ہوں۔ ان دو چیزوں کو سب سے پہلے موازنہ میں رکھے گا تو بندے کیلئے محاسبہ کے کام میں آسانی پیدا ہو جائے گی اور یہ بات بھی بندے کیلئے ضروری ہے کہ وہ بیدار بصیرت کے ساتھ کھوج لگانے اور جج منٹ کرے کہ کتنے انعامات میرے رب کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ انسان اپنی زندگی کے ایک لمحہ میں اپنے رب سے جو کچھ وصول کر رہا ہے۔ رب کعبہ کی قسم ہے بندہ کروڑ سال کی زندگی میں بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

ایک حدیث شریف سے اس مضمون کو واضح کرتا ہوں۔

امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں بیان کیا ہے اور اس حدیث کو اُس نے

صحیح قرار دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر تشریف لائے۔

صحابہ کہتے ہیں:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الزواجر،۲/۳۰۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمانے لگے ابھی میرے دوست حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھ سے رخصت ہو کے گئے ہیں اور انہوں نے میرے سامنے ایک بہت بڑے عابد و زاہد بندے کا تذکرہ کیا ہے۔

جبریل علیہ السلام کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ لِلّٰهِ عَبْداً مِنْ عِبَادِہٖ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ایسا تھا۔

عَبَدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَمْسَ مِائَةِ سَنَةٍ

اُس نے پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ کی بندگی کی۔ پانچ سو سال تک سمندر کے اندر ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر بیٹھا ہوا تھا اور اُس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کرم یہ تھا کہ پورا سمندر تو کھاری پانی کا تھا لیکن اُس کیلئے پہاڑی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کر رکھا تھا اور وہاں ایک انار کا درخت اگایا تھا جس پر روزانہ تازہ انار لگتا تھا اور وہ عابد انار کھاتا تھا۔

ویسے تو موسم کے لحاظ سے سال میں ایک بار پھل لگتا ہے لیکن اللہ نے اُس کو اتنا نواز رکھا تھا کہ روزانہ نیا انار لگتا اور وہ اُس کو تناول کرتا تھا۔ اُس نے پانچ سو سال تک اللہ تعالیٰ کی بندگی کی۔

جس وقت اُس کے وصال کا وقت قریب آیا تو اُس نے اپنی ایک عجیب چاہت کا اظہار کیا۔

سَئَالَ رَبَّہٗ عِنْدَ وَقْتِ الْاَجَلِ اُس نے موت کے وقت یہ سوال کیا۔

اَنْ یَقْبِضَہٗ سَاجِداً

اے اللہ! زندگی بھر جو میں نے تجھے سجدہ کیا تو مجھے اتنی لذت ملی ہے' میں چاہتا ہوں کہ میری روح بھی اسی حالت میں نکلے۔ جب میرا سر سجدے میں ہو تو میری روح نکل جائے۔ اس واسطے کہ میں چاہتا ہوں جیسے میں دنیا سے جاؤں ویسے ہی میں آخرت میں اُٹھوں تو جو عمل کرتے ہوئے انسان جاتا ہے۔ وہی عمل کرتے ہوئے بندہ اٹھتا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ میرا سر سجدے میں ہو اور روح نکل جائے اور کل قیامت کے دن لوگ پتہ نہیں کیسے کیسے اُٹھیں گے اور مجھے تو حالت سجدہ میں اُٹھنے کا شرف مل جائے گا۔ ایک تو میری یہ چاہت ہے کہ اے اللہ حالتِ سجدہ میں میری روح نکل جائے اور دوسری چاہت یہ ہے۔

وَاَنْ لَّا یَجْعَلَ لِلْاَرْضِ وَلَا لِشَیْءٍ یُفْسِدُہٗ عَلَیْہِ سَبِیْلاً حَتّٰی یَبْعَثَہٗ وَھُوَ سَاجِدًا (الزواجر،۲/۴۰۲)

نہ تو زمین میرا جسم کھائے اور نہ ہی کوئی اور چیز میرے جسم کو خراب کر سکے۔ میرا جسم نہ گلنے پائے' نہ سڑنے پائے' نہ پھٹنے پائے جس طرح میں سجدے میں سر رکھوں' قیامت تک ایسے ہی رہوں۔

میرے جسم پر کسی چیز کا حملہ نہ کر سکے اور میرا جسم سلامت رہے اور اسی انداز میں مرنے کے بعد بھی میرا سر سجدے میں رہے۔ یہ دو چیزیں اُس نے اللہ سے مانگ لیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دُعا کو قبول فرمالیا اُس نے سجدے میں سر رکھا ہوا تھا کہ روح نکل گئی اور حضرت جبریل علیہ السلام کہتے ہیں اب بھی ہم جس وقت آتے جاتے ہیں تو اسی جزیرہ سے گزر کر آتے ہیں۔ اب تک اُس

کا بندہ سلامت ہے اور ویسے ہی اُس نے سر سجدہ میں رکھا ہوا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قیامت کا دن ہوگا وہ بندہ جب قبر سے اٹھے گا' حشر بپا ہوگا تو خالق کائنات فرشتوں سے بڑی خوشی سے کہے گا:

اُدْخِلُوْا عَبْدِیْ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِیْ

میرے اس بندے کو جنت میں داخل کردو' کس طرح بِرَحْمَتِیْ میری رحمت کے صدقے اس کو جنت میں داخل کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''جب اللہ تعالیٰ کا اعلان ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس بندے کو میری رحمت سے جنت میں داخل کردو' تو وہ شخص بول پڑے گا' کہے گا:

یَا رَبِّ بَلْ بِعَمَلِیْ

یا اللہ! رحمت کا حوالہ نہ دو بلکہ میرے عمل کی وجہ سے مجھے جنت دو' میں نے آخر پانچ سو سال سجدہ کیا' کیا میں اس کی وجہ سے جنت کا مستحق نہیں ہوں۔

بَلْ بِعَمَلِیْ.

مجھے میرے عمل کی وجہ سے جنت دے دو۔

اللہ تعالیٰ دوبارہ فرشتوں سے فرمائے گا:

اُدْخِلُوْا عَبْدِیْ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِیْ

اس بندے کو جنت میں میری رحمت سے لے جاؤ۔

وہ دوبارہ بولے گا نہیں یارب

بَل بِعَمَلِیْ .

میرے عمل سے مجھے جنت میں داخل فرما۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے تیسری بار فرمائے گا۔

اُدْخِلُوْا عَبْدِیْ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِیْ

اس کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔

وہ بندہ تیسری بار بھی کہے گا "نہیں یا رب"

بَلْ بِعَمَلِیْ

نہیں میرے رب میرے عمل کی وجہ مجھے جنت عطا فرما۔

جب وہ تیسری بار کہے گا تو خالق کائنات جل جلالہ فرمائے گا:

قَایِسُوْا عَبْدِیْ بِنِعْمَتِیْ عَلَیْهِ

اے فرشتو! اب اس کو اٹھا کے میرے سامنے کھڑا کرو۔ اب ہم حساب کریں گے اس کو اپنے عمل پہ اتنا بھروسہ ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس نے پانچ سو سال مجھے سجدہ کر کے اس نے میری نعمتوں کا حق ادا کر دیا ہے۔ چلو اب گنتے ہیں۔ میری نعمتیں بھی گن لو اس کا عمل بھی گن لو اس نے پانچ سو سال مجھے سجدہ کیا ہے تو میرے انعامات بھی دیکھو۔

قَائِیسُوْا عَبْدِیْ بِنِعْمَتِیْ عَلَیْهِ وَ بِعَمَلِیْ

اب میری نعمت اور اس کے عمل کا موازنہ کرو۔

میری نعمتیں اس پر کتنی ہیں اور اس کا عمل کتنا ہے۔

پھر موازنہ شروع ہو جائے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

فَتُوْجَدُ نِعْمَةُ الْبَصَرِ قَدْ اَحَاطَتْ بِعِبَادَةِ خَمْسِ مِائَةِ سَنَةٍ

(الزواجر، ۲/۴۰۲)

خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف سے جو دی ہوئی آنکھ ہے۔صرف اس ایک نعمت کو ایک طرف رکھا جائے گا اور اُس کی پانچ سو سال کی بندگی کو ایک طرف رکھا جائے گا۔

میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں:

آنکھ والی نعمت پانچ سو سال والے عمل پہ بھاری ہو جائے گی۔محض آنکھ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''اس کی بندگی کو پیش کرو، آنکھ والی نعمت کا حق بھی پورا نہیں ہوا''۔

پورا بدن باقی ہے'بدن کے اجزاء باقی ہیں'اعضاء باقی ہیں پھر جو اُس کیلئے اللہ تعالیٰ نے بندوبست کئے ہوئے تھے وہ ساری نعمتیں ابھی باقی ہیں۔اُس کھاری سمندر میں اللہ تعالیٰ اُس کو میٹھا پانی دیتا تھا اور اُس کے لئے تازہ انار پیدا کرتا تھ۔وہ کروڑوں انعامات ابھی باقی ہیں۔

ابھی صرف آنکھ والی نعمت کا حساب ہوا تو اُس کی بندگی تو ساری ختم ہوگئی۔
خالق کائنات فرمائے گا اے فرشتو!اب اس کو لے جاؤ اور جہنم میں داخل کردو۔

میرے انعامات اس پر کتنے ہیں اور اس کا عمل تو انعامات کے لحاظ سے بہت تھوڑا ہے۔اس نے خود پیش کش کی ہے کہ میرے عمل کے لحاظ سے فیصلہ کیا جائے تو عمل کے لحاظ سے فیصلہ یہ ہے کہ میری نعمتیں تم پر بہت زیادہ ہیں اور تیرا عمل بڑا تھوڑا ہے۔

اب وہ بندہ کہے گا نہیں مولا مجھے اپنی رحمت سے ہی جنت عطا فرما دے اور بالآخر اُس کو رحمت سے جنت عطا فرما دی جائے گی۔

لیکن اس وقت ہمارے موضوع میں اس حدیث کا یہ حصّہ ہے کہ موازنہ میں سب سے پہلے یہ بات لازم ہے کہ دیکھا جائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کتنے ہیں اور میری طرف سے عمل کتنا ہے جب یہ دونوں چیزیں اس حدیث کی روشنی میں دیکھی

جائیں گی تو آج کون پانچ سو سال سجدے میں سر رکھنے والا ہے، جب اُس پانچ سو سال عابد وزاہد کی عبادت ایک نعمت کا جواب نہیں بن سکی تو ہمارے یہ سجدے کس نعمت کا جواب بن سکیں گے۔ یہ وہ چیز ہے کہ جس کے اندر موازنہ کرتے ہوئے محاسبہ کا ذوق پیدا ہوگا کہ اُدھر مسلسل انعامات ہیں، ہر سانس میں کروڑوں نعمتیں ہیں اور میری طرف سے تو بالکل محدود وسائل ہے۔ اس کی وجہ سے اپنا محاسبہ کرنے میں آسانی پیدا ہوجائے گی۔

موازنہ کیلئے دوسری بات یہ ہے:

(۲) ''حسنات وسیات میں موازنہ''

بندہ اپنے حسنات اور سیات میں موازنہ کرے۔ پہلا تھا اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اپنے اعمال میں موازنہ۔ دوسرا یہ ہے کہ اپنے اعمال میں جو نیک ہیں اُن کو شمار کرنا اور جو بُرے ہیں اُن کو شمار کرنا۔ ان کا موازنہ کرنا کہ آخر میں نے چوبیس گھنٹے جو گزارے ہیں تو ان میں سے کتنے وہ کام ہیں اُن کو جب میں کر رہا تھا تو میرے رب کی رحمت خوش ہو رہی تھی۔ کتنے وہ کام ہیں کہ جن کی وجہ سے میرا خدا ناراض ہو رہا تھا۔

انسان خود اپنے اعمال کے لحاظ سے خود موازنہ کرے کہ کتنے کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ہیں اور کتنے کام اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے ہیں۔ یہ وہ عمل ہے جس کی وجہ سے بندے کے گناہ جھڑنا شروع ہوجائیں گے یہ تحریری بات ہے بلکہ یہ بھی ہم سب کا ہوم ورک ہے کہ ہم رات جب یہ لکھتے ہیں کہ کتنی آمدنی تھی اور کتنا خرچ ہوا۔

یہ اپنے مال کے لحاظ سے لکھتے ہیں۔ نامہ اعمال کے لحاظ سے بھی تھوڑا سا لکھیں آج میں نے کتنے گناہ کیئے اور کتنے وہ کام تھے کہ جن میں میں اپنے رب کے حکم پہ سر بسجود ہو چکا تھا اور میں اپنے رب کی فرمانبرداری کا حق پورا کر رہا تھا۔ جس وقت بندہ اپنے کاموں میں ان دو چیزوں کے لحاظ سے موازنہ شروع کر دے گا تو اُس بندے کیلئے

موازنہ کی پہلی سٹیپ آسان ہو جائے گی۔ اب روزانہ جب یہ کام کرتا رہے گا چالیس دن تک یہ کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُمید ہے کہ اُس کے گناہوں میں واضح کمی واقع ہو چکی ہوگی اور اُس کیلئے آگے نیکی کی طرف بڑھنا بہت ہی آسان ہو چکا ہوگا۔

موازنہ کے اندر تیسری بات یہ ہے:

(۳) ''ماحول کے لحاظ سے موازنہ''

موازنہ میں تیسری بات یہ ہے کہ ماحول کے لحاظ سے بندہ اپنا موازنہ کرے آخر انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ اس کو مخدوم کائنات بنایا گیا ہر چیز اس کی خدمت میں لگی ہوئی ہے تو یہ دیکھے کہ میں مخدوم ہو کے اللہ تعالیٰ کا کتنا حکم مان رہا ہوں اور باقی مخلوقات جو خادم ہے وہ کتنا حکم مان رہی ہے۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ جن چیزوں پر مجھے فضیلت دی گئی ہے وہ عمل میں مجھ سے آگے نکل گئی۔ یہ موازنہ کرے کہ کتنا بڑا سورج ہے اور کتنا بڑا چاند ہے۔

انہوں نے تو آج تک اپنی ڈیوٹی میں ناغہ نہیں کیا تو میں پانچ وقت ناغہ کیوں کرتا ہوں۔ وہ وقت پر آتے ہیں اور وقت پر جاتے ہیں۔ وہ تو لیٹ نہیں ہوتے تو آخر میں ہی نماز میں لیٹ کیوں ہوتا ہے۔ میں ہی اللہ تعالیٰ کے دربار سے غیر حاضر کیوں ہو جاتا ہوں۔

خالق کائنات کا قرآن بول رہا ہے:

لَا الشَّمْسُ يَنۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (پارہ ۲۳، سورہ یٰسین، آیت ۴۰)

یہ ہماری روح کی غذا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا

لَا الشَّمْسُ يَنۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

کہ سورج چاند کو پکڑ لے اور چاند سورج کو پکڑ لے یعنی چاند سورج کا راستہ روک کے بیٹھ جائے اور سورج چاند کا راستہ روک کے بیٹھ جائے۔ ایسا نہیں ہوتا۔

كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ

وہ سب اپنے حصے میں رہتے ہیں جب وہ کسی کا غصب نہیں کرتے تو بندو تم دوسروں کا راستہ کیوں روکتے ہو؟ تم دوسروں کے حق کی طرف کیوں جاتے ہو؟ وہ اپنی ڈیوٹی پر اتنی پابندی سے ہیں کہ وہ کبھی لیٹ نہیں ہوتے۔

تمہیں بھی اپنے رب کی ڈیوٹی پوری کرنی چاہیئے۔ انہیں ایک بار اللہ نے حکم دیا۔ ہمیشہ کے پابند ہو گئے، کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ:

رات دن سے پہلے آجائے اور دن رات سے پہلے آجائے بلکہ

كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ

وہ اپنے اپنے مدار میں رہ کر اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ اپنی حرکت میں موجود ہیں تو یہ ماحول کی دعوت ہے انسان کو کہ ہر چیز ڈیوٹی پہ ہے' زمین اپنا کام کر رہی ہے ہمیں کھانے کو دیتی ہے اور جانور اپنا کام کر رہے ہیں۔ ہمیں دودھ دینے کیلئے اور پلانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کئے ہوئے ہیں اور گوشت کیلئے پیش کئے ہوئے ہیں۔

پوری کائنات نے خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ وہ اپنی ڈیوٹی پر جو اللہ نے ان کی لگائی ہے ہر چیز پابندی کر رہی ہے تو بندے کو یہ موازنہ کرنا چاہیئے کہ میرے دائیں طرف جو درخت ہے اس نے پابندی کی تو میں نے کتنی کی۔ زمین پابند ہے تو میں کتنا پابند ہوں۔ آسمان پابند ہے تو میں کتنا پابند ہوں۔ پورے ماحول کو دیکھ کے بندہ اپنا موازنہ کرے تو محاسبہ کا پہلا مرحلہ انشاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔

محاسبۂ نفس کا دوسرا طریقہ محابرہ کا ہے۔

مخابرہ کا معنی: مخابرہ کا جدید عربی میں لغوی معنی جاسوسی ہے۔یعنی کسی کی جاسوسی کرنا اور مخابرات کا پورا ایک شعبہ ہوتا ہے تو موازنہ کے بعد مخابرہ سے محاسبہ نفس کا طریقہ کار کیا ہے۔سب سے پہلے تین قسم کا موازنہ کیا جائے اور اس کے بعد مخابرہ سے بندہ مخابرہ کے معاملے میں اپنے آپ کو محتاط رکھے اور مخابرہ کے معاملے میں اپنے آپ کو بیدار رکھا جائے۔

آدمی کام کرتے وقت گھبراتا ہے کہ میں یہ کام کر رہا ہوں کہیں میری جاسوسی نہ ہو جائے اور کہیں اس کام پر کوئی اور مطلع نہ ہو جائے۔خالق کائنات نے بندے کو محاسبہ کی طرف مائل کرنے کیلئے اس کو ایک نظام مخابرہ بھی دیا ہے کہ اے بندے تو گناہ کرے گا تو کس سے چھپ کے کرے گا اور کس زمین پہ کرے گا۔کیا اس زمین کے علاوہ کوئی اور زمین بھی ہے جہاں تو بیٹھ جائے اور پھر تو چھپ سکے۔

لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (پارہ۳،سورہ البقرہ،آیت۲۵۵)

جس ذات کو نیند ہی نہیں آتی اور اونگھ ہی نہیں آتی اُس سے تو چھپ کیسے سکے گا اور تو گناہ کرے گا تو کس زمین پہ کرے گا۔یہ زمین بھی تو کمپیوٹر ہے اللہ کا اُس میں یہ فیڈ ہو رہا ہے کہ جو قدم اُس پہ رکھا گیا تھا وہ قدم چوری کرنے کیلئے اٹھایا گیا تھا یا وہ قدم نماز پڑھنے کیلئے اُٹھایا گیا تھا ہر قدم جب رکھا جاتا ہے زمین اُس کی گواہ بنتی ہے۔اُس کے بارے میں وہ رپورٹ دینے والی ہے۔

مخابرہ ایسی چیز ہے جب انسان اس کے بارے میں پوری طرح بیدار مغز ہو جائے گا۔اُس کیلئے مخابرہ کا دوسرا مرحلہ بھی آسان ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس سلسلے میں متوجہ کیا بلکہ مخابرہ کی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے آپ نے قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر کی:

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (پارہ ۳۰، سورہ زلزال، آیت ۴)

قیامت کا دن وہ دن ہے جس دن زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت پڑھی:

ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے میرے صحابہ!

اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا (الزواجر ۲/۴۰۶)

تم جانتے ہو زمین کی اخبار کیا ہیں جو قرآن کہہ رہا ہے۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا

زمین اُس دن اپنی خبریں شائع کر دی گی۔ اپنی خبریں عام کر دے گی وہ زمین کی کیا خبریں ہیں۔ اے میرے صحابہ تم جانتے ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کمال ادب سے کہا:

اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام خوب جانتے ہیں تو میرے محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا

(الزواجر ۲/۴۰۶)

آپ نے فرمایا کہ زمین کی خبریں یہ ہیں کہ زمین ہر بندے کے بارے میں جو زمین پر آیا ہے قیامت کے دن اُس کے عمل کی خبر دے گی۔ ہر بندہ اور ملک میں جتنے بھی لوگ رہتے ہیں خواہ وہ کسی خطے پہ رہتے ہیں۔ آخر وہ رہتے تو زمین کے اندر ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پورا نظام نیچے بچھایا ہوا ہے۔

زمین قیامت کے دن ہر بندے کے بارے میں خبر دے گی۔ انداز کیا ہوگا

عَمِلَ کَذَا وَ کَذَا فِیْ یَوْمِ کَذَا وَ کَذَا (الزواجر ۲/۴۰۶)

زمین کہے گی اے اللہ! اس نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا۔ اُس نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا اور اُس نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا۔ تاریخ بھی بتائے گی، وقت بھی بتائے گی، کام بھی بتائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو قرآن پاک میں نازل کر کے بندے کو مخابرہ کے لحاظ سے بھی محاسبہ نفس کی طرف متوجہ کیا کہ تو جہاں بھی چھپے گا آخر وہ زمین کا حصہ ہوگا یا تو خود زمین کے اوپر یا زمین کے اوپر جو چیز رکھی گئی ہے وہ ہوگی اور ہر چیز جو زمین کے اوپر ہے زمین اُس کو نوٹ کر رہی ہے اور وہ زمین بتائے گی جہاں بھی بندہ چھپ کے جائے گا زمین اُس کو بیان کرے گی جب اتنا بڑا جاسوس اے بندے! تیرے پیچھے لگا ہوا ہے تو اُس جاسوس سے اپنے آپ کو بچالے۔ اُس جاسوس نے تو کوئی بات بھی نہیں چھوڑنی اپنا آپ فکر اور آج محاسبہ کر آج سوچ کے قدم رکھ چھپتا ہے تو سوچ کے چھپ کہ تو زمین پہ چھپ رہا ہے۔

ایک تو اللہ تعالیٰ خود دیکھ رہا ہے لیکن پھر اُس نے نظام عدل بنا رکھا ہے۔ اے بندے! میں خود بیان نہیں کرتا میری زمین بیان کر دے گی۔

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ (پارہ ۲۶، سورہ ق، آیت ۱۸)

ہم نے فرشتے بھی ساتھ رکھے ہوئے ہیں جو تم لفظ بولتے ہو، زبان سے نکلتا جاتا ہے۔ فرشتے اُس کو فوراً لکھ لیتے ہیں۔ جہاں بھی تم ہوتے ہو وہ فوراً لکھ لیتے ہیں۔ یہ رپورٹر بھی ساتھ ہیں نظر نہیں آتے مگر وہ بھی لکھ رہے ہیں، زمین کے بارے میں ہمیں

پتہ ہی نہیں چلتا کہ جو ہم نے برائی کی وہ زمین بھی نوٹ کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخابرہ کے اس نظام پر مطلع کر دیا کہ وہ بھی جاسوسی کر رہی ہے بلکہ اس سے زیادہ خود بندے کا بدن بندے کے خلاف جاسوسی کر رہا ہے اور قیامت کے دن ہر ہر گناہ کے بارے میں یہ گواہ بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں تو پھر آج بندے کو اچھا محاسبہ کرنا چاہئے۔ ان ساری چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہ یہ تو ہر چیز میری جاسوس ہے یہ ہاتھ میرا پیارا ہاتھ جس کو بچا بچا کے رکھتا ہوں، تھوڑا زخم ہو جائے تو اس کی پٹی کرتا رہتا ہوں۔ یہ میرے پیارے قدم میرے خلاف جاسوس ہیں اگر میں اللہ تعالیٰ کا نہیں بنوں گا تو یہ میرے کیسے بنیں گے۔ یہ میرے خلاف بولیں گے۔ میرے خلاف گواہی دیں گے۔ یہ وہ چیز ہے جو بندے کو محاسبہ کی طرف مجبور کرتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں نامہ اعمال گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

(صحیح مسلم میں یہ حدیث موجود ہے)

صحابہ کرام کہتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ

(تفسیر ابن کثیر ۶/۲۴-۵۷۲)

کیا خوبصورت محفل تھی۔

سیماب پاتھیں کیا اُن لوگوں کی قسمتیں
حصے میں آئیں جن کے وہ مہتاب صحبتیں

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بزم میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام کا جم غفیر تھا۔ اچانک محبوب علیہ السلام نے مسکرانا شروع کر دیا۔ بظاہر اُس مسکراہٹ کا کوئی

سبب نہیں تھا نہ کسی نے کوئی ایسی بات کی اور نہ کسی کا کوئی ایسا عمل سامنے آیا کہ اُس پر مسکراہٹ کا اظہار کیا جائے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تو کتنا خوبصورت منظر تھا۔

خود سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

هَلْ تَدْرُوْنَ بِمَا اَضْحَکُ

میرے صحابہ تمہیں پتہ ہے کہ میں کیوں مسکرا رہا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو؟ مجھے ہنسی کیوں آئی ہے۔ تمہیں پتہ ہے کہ میری یہ مسکراہٹ کس وجہ سے ہے۔ یہ سوال کر کے جب آپ نے پوچھا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کہتے ہیں ہم نے عرض کی:

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

کتنا ادب ہے، ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی مسکراہٹ کا سبب آپ کا رب زیادہ جانتا ہے اور آپ زیادہ جانتے ہیں۔

آپ خود بیان فرما دیں کہ اس مسکراہٹ کی وجہ کیا ہے؟ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا مطلب یہ تھا کہ اے میرے صحابہ میں بیٹھا تو یہاں ہوں مگر تمہیں پتہ نہیں نگاہ کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔

مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ

آپ نے فرمایا کہ آج میں یہاں بیٹھ کے میدانِ حشر کو دیکھ رہا ہوں۔ میدانِ حشر سامنے ہے اور وہاں اپنے رب کے سامنے بندہ جو گفتگو کر رہا ہے اُس کو سن کے آج مجھے ہنسی آ گئی ہے اور سادے سے بندے کی گفتگو پر مجھے تعجب آیا ہے کہ اپنے رب سے کیسی سادہ گفتگو کر رہا ہے اور کس انداز سے وہ اپنے رب کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ بندے کی جو حشر کے دن اپنے رب سے گفتگو ہے مجھے اُس کی طرف توجہ کرنے سے

مسکراہٹ آگئی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی شریک فرحت فرمادو' ہمیں بھی پتہ چل جائے کہ وہ کیسی گفتگو ہے جس کی وجہ سے آپ کی طبیعت مسرور ہورہی ہے۔ ہمیں بھی اُس کا حصہ مل جائے۔

تو میرے محبوب علیہ السلام کی آنکھ نے جو کچھ دیکھا اور کان نے جو کچھ سنا اور مستقبل کے جو حالات جو کئی صدیوں کے بعد رونما ہونے والے تھے اور آج تک جن کا ابھی انعقاد نہیں ہوا اب سے کئی صدیوں کے بعد جو کچھ سامنے آنا تھا' میرے محبوب علیہ السلام کے کانوں نے سن لیا' آنکھوں نے دیکھ لیا اور ہو بہو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے سامنے بیان کردیا۔

فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے بندہ کی یہ گفتگو ہوگی۔ ایک بندہ اپنے رب سے یہ کہے گا:

يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ

اے میرے رب!

کیا تو نے مجھے ظلم سے نہیں بچایا۔ تو نے مجھے پناہ دی اور تو نے مجھے اے اللہ ہر ظلم سے بچایا۔ تیرا کتنا میرے ساتھ پیار ہے تو نے مجھے ظلم سے نہیں بچایا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

فَيَقُوْلُ بَلٰى

اے بندے کیوں نہیں میں نے تجھے ہر ظلم سے بچایا اور تجھے ہر ظالم سے بچایا تو بندہ کہے گا اے اللہ! تو پھر آج میری ایک اور بات بھی تسلیم کرلے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتاؤ کیا تمہارا مطالبہ ہے تو بندہ بڑی سادگی میں کہے گا:

اِنِّی لَا اُجِیْزُ الْیَوْمَ عَلٰی نَفْسِیْ شَاھِدًا اِلَّا مِنِّیْ

اے اللہ! مجھے پتہ چل رہا ہے کہ یہ ساری کائنات میرے خلاف جاسوس بنی ہوئی ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آج کسی کو میرے خلاف گواہ نہ بنا۔ اگر تو نے گواہی لینی ہے تو میرے بدن سے لے۔ اُس کو یہ ناز ہے کہ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں بڑے معاون ہیں۔ میری کھال میرے ساتھ بڑا پیار کرے گی۔ میرے قدم میرا بڑا لحاظ رکھیں گے اللہ تعالیٰ سے درخواستیں کر رہا ہے۔ یا اللہ! کسی اور کو گواہ نہ بنا میرے ہاتھوں اور میرے بدن کو ہی میرے بارے میں گواہ بنا دے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''مجھے اُس کی کلام پر تبسم آ گیا ہے کہ کتنا سادہ بندہ خود پھنسنے کی کوشش کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے کہ اور کسی کو گواہ نہ بنا۔ اے اللہ! میرے اعضاء کو ہی میرا گواہ بنا دے جب اُس نے بڑی تڑپ کے ساتھ یہ مطالبہ کیا حشر میں جو کچھ ہوگا میرے محبوب علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ اُس کی درخواست کو قبول فرمائے گا ٹھیک ہے میرے بندے اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں زمین کو گواہ نہ بناؤں، آسمان کو گواہ نہ بناؤ، میں درختوں کو گواہ نہ بناؤں، میں تیرے محلے والوں کو گواہ نہ بناؤں، میں تیرے دوستوں کو گواہ نہ بناؤں، ٹھیک ہے میں نہیں بناتا۔ جو تو خود گواہ پیش کرنا چاہتا ہے وہی گواہ مجھے منظور ہے۔ ٹھیک ہے تیرے اعضاء کو ہی تیرا گواہ بنا دیتا ہوں تو پھر کیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا

ہم نے آج تجھے ہی تیرا محافظ بنا دیا۔

کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا

تیری ذات کو ہی تیرے لئے ہم نے نگران اور چیکر بنا دیا ہے اور حسیب بنا دیا ہے اور گواہ بنا دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ اُس کے منہ پر مہر لگا دے گا اور اُس کے اعضاء کو فرمائے گا:

اُنْطُقِیْ

اے ہاتھ تو بول اے قدم تو بول اے اس کی ناک تو بول اے اس کے سر تو بول خالق کائنات یہ حکم دے گا

فَتَنْطُقُ

ہر عضو بولنا شروع کر دے گا۔ مسلسل بول رہا ہے ہاتھ شروع ہوا تو بلوغ سے لے کر وفات تک اس نے جتنے جرم کئے اس نے کوئی بھی نہیں چھوڑا۔ دن کے گناہ، رات کے گناہ حقوق اللہ کے لحاظ سے حقوق العباد کے لحاظ سے مسلسل ہاتھ بولتا ہی جا رہا ہے۔ قدم جب شروع ہوا تو اُس نے کئی دفتر کھول دیئے۔ مسلسل پوری رپوٹنگ اُس کے اندر موجود ہے اور وہ شکایتیں لگا رہا ہے کہ اے اللہ! یہ کتنا بدنصیب انسان تھا جس کا قدم تو نے مجھے بنایا تھا یہ کبھی بھی چل کے خیر کی طرف گیا ہی نہیں۔

اس نے فلاں دن فلاں بدکاری کیلئے مجھ پہ سفر کیا، فلاں دن فلاں چوری کیلئے مجھ پہ سفر کیا' فلاں دن فلاں ڈاکے کیلئے مجھ پہ سفر کیا۔ مسلسل اُس کے قدم بول رہے ہیں۔ سارے اعضاء جب اُس کے بولتے ہیں تو اب خالق کائنات جل جلالہ اُس کو کچھ وقت تنہائی میں دے گا کہ وہ اپنے اعضاء کی باتیں خود سنے اور خود قرآن کو دیکھ کر کوئی نتیجہ نکالے۔

اب اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے دربار سے ایک طرف کر دے گا اور مخلوقات سے بھی ایک جانب میں کر دے گا تو اُس کے اعضاء بول رہے ہونگے اور وہ بندہ سن رہا ہوگا اور جس وقت وہ سنے گا تو اُس وقت کہے گا:

عَنْکَ کُنْتُ اُنَاضِلُ (اتحاف السادۃ المتقین ۱/۴۶۹)

اے میرے ہاتھ کتنا تو بے وفا نکلا' میں تیرا دفاع کرتے کرتے زندگی گزارتا رہا۔ اور میں تیرے لئے یہ سب کچھ کرتا رہا۔ اے میرے قدموں تم کتنے بے وفا نکلے ہو' میں تمہیں سمجھاتا رہا' میں جہاد میں نہیں جاتا تھا' تمہیں محفوظ رکھنے کیلئے اور میں اے بدن تیرے آرام کیلئے نماز نہیں پڑھتا تھا۔

اے میری کھال تو کیوں آج میرے ساتھ بے وفائی کررہی ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں "یہ گفتگو میرے سامنے ہے"۔ اے صحابہ اس کو دیکھ کر مجھے تبسم آگیا ہے۔ اب دیکھئے اس مقام پر محاسبہ نفس کے لحاظ سے دوسرا مرحلہ مخابرہ والا بیان کررہا ہوں اس کو دیکھئے اور قرآن مجید میں اس کو واضح طور پر بیان کیا گیا۔ سورہ یٰسین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُکَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (پارہ ۲۳، سورہ یٰسین، آیت ۶۵)

فرمایا ہم قیامت کے دن منہ پہ مہر لگا دیں گے تو پھر کیا ہوگا۔ ہم سے بندے کے ہاتھ باتیں کریں گے۔ وَاَرْجُلُهُمْ اور اُن کے قدم باتیں کریں گے۔ کس معاملے میں بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ جو کچھ بندے نے کسب کیا ہے جو کمایا ہے جو کچھ اُس نے کیا ہے یہ سارے باتیں کریں گے اور اس انداز میں کلام کریں گے کہ کوئی چیز بھی نہیں چھوڑیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہیں پتہ نہ چلتا اور قیامت کے دن یہ جاسوسی ظاہر ہوتی تو پھر تمہیں بڑا افسوس ہوتا کہ کاش دنیا میں مجھے پتہ چل جاتا تو میں ان جاسوسوں سے بھی بچتا اور ان سے بچنے کا مطلب کیا تھا کہ میں ہمیشہ نیکی ہی کرتا رہتا۔ یہ محاسبہ ہے جس کا خالق کائنات نے پیغام ہمیں پہلے ہی دے دیا کہ کل قیامت کے

دن ہاتھ نہ ملتے رہنا میں نے اس قرآن کو نسخہ کیمیاد بنایا ہے اور اس میں تمہیں بتا دیا ہے اور محبوب علیہ السلام نے احسان کر کے یہ بتا دیا ہے کہ یہ ہر چیز تمہارے خلاف ہے اگر تم اللہ کے نہیں تو یہ تمہاری کیسے ہوں گی یہ تب وفادار رہیں گی جب تم اپنے رب کے وفادار بن جاؤ گے۔

اور تم دیکھو تو سہی کہ اس کے اندر کتنا بڑا محاسبہ ہے۔ مخابرہ کی جہت میں آج کوئی شخص گناہ کرنے کیلئے یہ تو سوچتا ہے کہ مجھے محلے والے نہ دیکھ لیں۔ یہ سوچتا ہے کہ مجھے میرا بھائی نہ دیکھے، مجھے معاشرے کا کوئی فرد نہ دیکھے۔ لیکن کبھی ایسا ہو، جس نے گناہ کرنے کیلئے ہاتھوں کو اتار دیا ہو کہ ہاتھوں تم ذرہ گھر رہو میں گناہ کر کے آرہا ہوں تم ساتھ ہو گے تو دیکھ لو گے۔ کوئی ایسا جری ہے اور کوئی ایسا بہادر ہے جو قدم اتار کے رکھ دے کہ یہ قدم تو میرے خلاف گواہی دیں گے۔ یہ جاسوس بن جائیں گے اور میں ان کو اتارتا ہوں اور گناہ کر کے آتا ہوں ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔

تو پھر بندے کو سوچنا چاہیئے ہر چیز اس سے مطالبہ کر رہی ہے کہ بندے اپنا محاسبہ کر خود اپنے آپ کو کنٹرول میں کر اور یہ وہ چاہت ہے جو کائنات کی ہر چیز میں موجود ہے۔ وہ بندے کو ستھرا دیکھنا چاہتی ہے اور بندہ جس وقت جاسوسی کے نظام کو دیکھتا ہے تو اُس کے اندر یہ تحریک پیدا ہوتی ہے کہ جب ہر طرف رپورٹنگ ہو رہی ہے تو میں ہی بندہ بن جاؤں۔ میں وہ کام کرتا رہوں کہ قیامت کے دن شجر و حجر میری نیکی کے نعرے لگا رہے ہوں۔ ایسے انداز میں قرآن مجید کا دوسرا حصہ

حم السجدہ کی آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا (حم السجدہ آیت ۲۱)

قیامت کا دن ہوگا تو مجرم اپنے چمڑے کو پکڑ کر کہیں گے تم نے کیوں ہمارے

خلاف گواہی دی۔

قَالُوْٓا تو ساری کھالیں بولیں گی چمڑے بولیں گے۔

اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ

(پارہ ۲۴، سورہ حم السجدہ، آیت ۲۱)

تمہیں ہم پہ تعجب ہے کہ ہمیں بولنا کیسے آ گیا۔ اے انسان! مجھے اُس نے ہی بلایا ہے جس نے ہر ذات کو بلایا ہے۔ جس نے زبان کو بولنے کی توفیق دی اُس سے کیا بعید ہے کہ وہ چمڑے کو بولنے کی توفیق دے دے تو یہ سب کچھ انسان کے بدن اور اعضاء کے لحاظ سے بھی پورا ریکارڈ مرتب ہو رہا ہے۔

آج اگرچہ ہاتھ گونگے ہیں لیکن اُس دن گونگے نہیں ہونگے۔ قدم آج تو گونگے ہیں بول نہیں سکتے اُس دن یہ بھی بولیں گے۔

انسان کو جب اپنے قدموں سے آواز آئے گی تو پھر اُس کو افسوس ہوگا کہ میں اس بدن کو بچاتا رہا اور یہ بدن آج مجھے جلانے پہ تیار ہو گیا ہے۔ اُس دن پتہ چلے گا اور یہ اعضاء کی گواہی اُس دن بالخصوص لی بھی اس لئے جائے گی ایک وہ ہے کہ جس کے خلاف دور والا اجنبی گواہی دے اور دوسرا وہ ہے کہ عدالت میں اُس کا بیٹا ہی خلاف پر کھڑا ہو جائے۔ اب اس کو بیٹے کی خلاف ورزی پر کہ بیٹا اس کے خلاف آ گیا ہے۔ کتنا افسوس ہے اتنا افسوس اجنبی کی گواہی پر نہیں کہ اُس نے میرے خلاف گواہی کیوں دی۔ بیٹے پر بہت زیادہ افسوس ہے تو خالق کائنات فرماتا ہے کہ ان ہاتھوں کو ہم نے تیرے لئے گواہ بنایا ہے تا کہ بندہ افسوس میں ڈوب جائے اُس کی ندامت ہو کہ میں کس کیلئے سب کچھ کرتا رہا۔ یہ ہر چیز تو میرے خلاف ہو گئی ہے اور دنیا میں اس کو بتا دیا تا کہ آج محاسبہ کرتے ہوئے ان اعضاء کو نیکیوں سے آباد کرلو۔ کل قیامت کے دن ہر عضو اپنی اپنی

نیکی کا اعلان کرر ہا ہو گا۔

محتشم سامعین حضرات!

محاسبہ نفس کے طریق کار کے لحاظ سے پہلا حصہ موازنہ کا تھا اور دوسرا مخابرہ کا تھا اور تیسرا مشاہدہ کا ہے۔

محاسبہ نفس کا تیسرا طریق ''مشاہدہ'' کا ہے۔

(۳) مشاہدہ:

مشاہدہ یہ ہے کہ بندہ یہ دیکھنے کہ آخر میرا رب مجھ سے پیار کتنا کرتا ہے اور ہر طرف اُس کی رحمت کا شہود کیسا ہے۔ اُس نے کس انداز میں مجھے اپنی قدرت کا شاہکار بنایا ہے اور اُس نے اتنی عظمت اور کسی کو نہیں دی جتنی عظمت اُس نے مجھے دی ہے تو پھر زیادہ باوفا بھی مجھے ہونا چاہیئے۔

اُس نے گھوڑے کو پیدا کیا' گدھے کو پیدا کیا ان جانوروں کو پیدا کیا بڑے بڑے پاورفل جانور ہیں وہ پانی پیتے ہیں پھر بھی سر جھکاتے ہیں اور چارہ چرتے ہیں پھر بھی سر جھکاتے ہیں بلکہ ہر وقت حالی طور پر جھکا رہنا پڑتا ہے کیونکہ وہ مستقیم القامۃ نہیں ہیں کہ اُن کا قد سیدھا ہو۔ اُن کی ہاتھ اگلی ٹانگیں ہیں۔ لہذا جس کی وجہ سے وہ ہر وقت جھکے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر کبھی سر بھی جھکا لیتے ہیں' کھاتے ہیں پیتے ہیں۔

انسان کو رب ذوالجلال نے سیدھی قد دی ہے اور اس کو ہر وقت جھکا ہوا نہیں بنایا اور پھر اس کو یوں بھی محتاج نہیں کیا کہ یہ پانی پینے میں نالیوں پہ سر جھکائے اور خوراک میں چراگاہوں میں سر جھکائے نہیں نہیں۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عزت دی کہ اس کا سر اٹھا رہے' اس کا پانی اس کے ہونٹوں تک پہنچایا جائے گا اس کو نالی میں جھک کے کتوں کی طرح پینے کی ضرورت نہیں۔

اس کیلئے عزت کے ساتھ پیالہ منہ تک جائے گا۔

لقمہ نہایت ادب کے ساتھ اور ضیافت اس کے ہونٹوں تک جائے گی۔ خالق کائنات جل جلالہٗ نے انسان کو یہ دائمی وقار دے کر اُس کو متوجہ کیا کہ اے بندے! تجھے میں نے ہر جگہ نہیں جھکایا' تیری یہ شان ہی نہیں کہ تو قطرے قطرے پہ سر جھکاتا رہے اور تنکے تنکے پہ سر جھکاتا رہے۔ میں نے تیرے سر کو یوں ذلیل نہیں کیا۔ تیرے سر کو میں نے بڑی عظمت دی ہے اور تیرے سر کو ہمیشہ میں نے اٹھا کے رکھا ہے تاکہ تیرا سر میرے دربار میں جھکا رہے۔

خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ نے یہ جو مشاہدہ کے لحاظ سے محاسبہ کیلئے دعوت دی ہے۔ یہ بھی پوری کائنات کے لحاظ سے پوری کائنات میں موجود ہے اور پھر بالخصوص خالقِ کائنات کی طرف سے جو محبت بھرا پیغام ہے میرے نبی علیہ السلام نے کتنی خوبصورتی سے اُس کو بیان کردیا۔

حدیثِ قُدسی ہے۔ رب ذوالجلال فرماتا ہے:

مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْراً تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعاً

جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں تو ایک گز اُس کے قریب ہوتا ہوں

وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعاً

جو ایک گز میرے قریب ہوتا ہے میں تو دو گز اُس کے قریب ہوتا ہوں۔

وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہ ھَرْوَلَةً

(حوالہ مشکوٰۃ المصابیح باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ ص ۱۹۶، مکتبہ قدیمی کتب خانہ)

جو میری طرف پیدل چل کے آتا ہے میں تو اپنی شان کے مطابق اُس کی طرف دوڑ کے جاتا ہوں۔ اب یہ مشاہدہ بندے کو مجبور کرتا ہے کہ آخر اُس خالق کا کرم تو

پہلے بھی بہت زیادہ ہے۔ ہم ماضی میں جتنا اُدھار کھا چکے ہیں اُس کا حق بھی اگر آج سر سجدے میں رکھیں اور موت کے وقت سر اُٹھائیں پھر بھی ہم جو کچھ کھا چکے ہیں اُس کا بھی بدل پورا نہیں کر سکتے۔ لیکن اُس کا کرم کتنا ہے اپنے دربار کی طرف بلاتا ہے تو نئی عظمتیں دے کر اور نئے انعامات دے کر اور پھر یہ سہارا بھی دے رہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تو گھبرا جائے میں نے ساٹھ ستر سال تو سرکشی میں گزار دیئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاؤں تو جاؤں کیسے؟

میں تو بڑا گندہ ہوں، میں تو گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ میرے اللہ کی رحمت آواز دیتی ہے۔ ٹھیک ہے انسان تو بڑا گندہ سہی مگر میری رحمت کو ستھرا کرنے کا طریقہ بھی آتا ہے اور تیرے بڑے گناہ سہی مگر میرے اجر اُس سے کہیں زیادہ ہیں تو آ تو جا، واپس پلٹ تو سہی، تھوڑا سا لوٹ کے راہ حرم کی طرف آ تو جا، صنم کدے سے اور شیطان کی وادیوں سے پیچھے قدم ہٹا تو سہی تو تھوڑا سا آئے گا میری رحمت چوم کے تجھے گلے لگا لے گی۔

میری رحمت خود تیرا چہرہ دھو لے گی۔ خود تجھے ستھرا کرے گی۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہ روِ منزل ہی نہیں

فرمایا پلٹو تو سہی، لوٹو تو سہی، آؤ تو سہی، تم تھوڑا سا آؤ گے میری رحمت آگے بڑھ جائے گی تم ایک گز آؤ گے یہ دو گز قریب ہو جائے گی اور تم پیدل چل کے آؤ گے تو میں اپنی شان کے مطابق دوڑ کے جاؤں گا۔ کتنا کرم ہے اللہ کا اور کتنی شفقت ہے اور کتنا اُس کا بندوں کے ساتھ پیار ہے۔ حالانکہ وہ دوڑنے سے پاک ہے۔ وہ دور سے قریب ہونے سے پاک ہے جو پہلے ہی شہ رگ سے قریب ہو تو پھر اُس کا دور ہونا متصور کیسے ہو سکتا ہے۔ صرف اپنی رحمت کی کثرت کو ظاہر کر رہا ہے کہ بندو تم متوجہ تو ہو جاؤ، پلٹو تو سہی میں خود

تم کو نعمتیں عطا کروں گا۔نوازشات کی برسات برساؤں گا تو انسان اس بات کا روحانی طور پر شہود کر لیتا ہے۔اس کا مشاہدہ کرتا ہے کہ میرا رب اتنا پیار کرنے والا ہے تو مجھے بھی اُس پیار کے بارے میں سوچنا چاہیئے ۔آخر میں کیوں باغی ہوں' کیوں سرکش ہوں' میں کیوں بگھوڑہ بن گیا ہوں' میں کھاتا اللہ کا ہوں لیکن کہنا شیطان کا مانتا ہوں تو ایسا میں کیوں کرتا ہوں ۔ یہ سوچ کہ میں ایسا کیوں کرتا ہوں۔اس سوچ کو محاسبہ کہا جاتا ہے۔ یہ ساری چیزیں موازنہ مخابرہ مشاہدہ کی شکل میں' میں نے بیان کی ہیں۔ یہ وہ اسباب ہیں جو بندے کو محاسبہ کے طریق کار کی طرف راغب کرتے ہیں۔محاسبہ کے طریق کار کے مختلف سٹیپ ہیں اور ان کے اندر بندہ جب اپنے گناہوں کو گنتا ہے' شمار کرتا ہے تو یہی اُس کا محاسبہ ہے۔ جب گنے گا تو پھر بے حیا نہیں ہوگا' گننے کے بعد اُس کے ذہن پر یہ بات مسلط ہو جائے گی کہ اے بندے! تو کتنا ظلم کر رہا ہے ایسے خالق سے تو سرکشی کر رہا ہے وہ تو اتنے کرم والا ہے اور وہ تو اتنے فضل والا ہے اور اُس کے انعامات اتنے ہیں ۔ ان ساری چیزوں کو اپنے ذہن کے اوپر جس وقت بندہ ہاوی کر لیتا ہے اور اپنے گناہوں کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بار بار دیکھتا ہے۔اُس کے اندر یہ ذوق پیدا ہوتا ہے کہ اب تک جو گناہ ہو چکے اُن کی تو معافی مانگ لوں اور آگے پھر راہ ستم میں چلنے سے پرہیز کروں ۔اب ہر قدم میرا راہ حرم کی طرف ہونا چاہیئے ۔ یہ صنم کدے کی طرف نہیں ہونا چاہیئے ۔اب میرا قدم اللہ تعالیٰ کی مسجد کی طرف اٹھنا چاہیئے ۔ یہ شراب خانے کی طرف نہیں اُٹھنا چاہیے۔اب میرے ہاتھ میرے قدم میری آنکھیں میرے کان یہ سارے گناہوں سے محفوظ رہنے چاہیں اور پاک رہنے چاہئیں ۔ یہ وہ ہے کہ جس کو محاسبہ نفس کہا جاتا ہے۔میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ ہم سب کو عملاً اس تقویٰ کے موسم بہار میں اپنے اپنے محاسبہ کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ